حافظ حامد محمود چیٹھہ
متعلم جامعہ علومِ اثریہ

توحید کے ثمرات

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ" (بنی اسرآءیل: ۲۳)

"اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو"

یعنی بندوں پر ان کے رب کی طرف سے یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو واحد اور احد جانیں، اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں اور اس کے علاوہ کسی کو بھی نہ پکاریں ـــــ اسی کا نام توحید ہے!

فتح المجید میں ہے:

"فانّ التّوحید ان لّا یدعیٰ الّا اللہ وحدہٗ" (صفحہ ۸۰)

"توحید یہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا کسی بھی دوسرے کو پکارا نہ جائے!"

توحید کا تعلق دینِ اسلام سے ایسے ہی ہے جیسے کہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ! ـــ جاندار کے جسم میں جتنے بھی اعضاء ہیں، اور ان اعضاء کے اندر جتنی بھی قوتیں اللہ رب العزت نے ودیعت کر رکھی ہیں، ان سب کی بقا کا دارومدار فقط روح اور جان پر ہے ـــــ جب تک جان جسم کے اندر موجود ہے، تمام اعضاء اور قوتیں بھی زندہ ہیں، لیکن جب روح نکل جاتی ہے تو یہ سب کارخانہ معطل ہو کر رہ جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح دینِ فطرت کا وجود توحید پر موقوف ہے۔ اگر توحید ہو گی تو دین کا تصوّر بھی موجود ہو گا، اور اگر توحید نہ ہو گی یا اس کے تصوّر میں خامی ہو گی تو سارا دین جسمِ بے روح کی طرح بے کار سمجھا جائے گا ـــــ یا جس طرح ایک مکان کی مضبوطی اس کی بنیادوں پر موقوف ہوتی ہے، بالکل اسی طرح دینِ حق کی عمارت مسئلہ توحید پر قائم ہے۔

اگر یہ عقیدہ مجروح ہو گیا، اگر یہ بنیاد متزلزل ہو گئی تو اس پر جو بھی عمارت دین کی اٹھائی جائے گی، لازماً وہ ناپائیدار اور ناقابلِ اعتماد ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر نبی اور رسول نے اپنی دعوت کا آغاز اسی عقیدہ توحید سے فرمایا —— کتاب وسنّت اور دعوتِ انبیاءؑ پر ایک سرسری نگاہ ڈالیے، آپ کو صاف نظر آئے گا کہ یہاں سرِ فہرست مسئلہ یہی ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام نے اسی کی وصیت اپنی امت کو بڑی تاکید کے ساتھ فرمائی۔

حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے صحابہ کی جماعت! حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ " لا الٰہ الا اللہ " پر سختی سے کاربند رہنا، کیونکہ اگر سات زمینیں اور سات آسمان ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں، اور " لا الٰہ الا اللہ " دوسرے پلڑے میں ہو تو " لا الٰہ الا اللہ " ان سب پر وزنی ثابت ہو گا۔" (الادب المفرد للامام بخاریؒ)

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں کو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں فرمایا کہ:

" يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ " (البقرۃ: ۱۳۲)

" اے میرے بیٹو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین (اسلام) کو پسند فرما لیا ہے، تو تم اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہونا کہ تم مسلمان ہو۔"

حضرت یعقوبؑ کے بارے میں ارشاد ہوا کہ:

" اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ " (البقرۃ: ۱۳۳)

" بھلا جس وقت یعقوبؑ وفات پانے لگے تو تم اس وقت موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم آپؑ کے معبود اور آپؑ کے باپ دادا ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی عبادت کریں گے، جو معبودِ یکتا ہے، اور ہم اس کے حکم بردار ہیں۔"

عقیدۂ توحید کی اہمیّت کا اندازہ اس امر سے لگائیے کہ قرآنِ مجید کا کامل ⅔ حصہ اسی مسئلہ سے متعلق ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سالہ مکی زندگی یہی دعوت دینے میں گزری کہ :

یا ایھا النّاس قولوا لا الٰہ الّا اللہ تفلحوا !

"لوگو! تمہاری نجات کا دار و مدار اسی بات پر ہے کہ تم " لا الٰہ الّا اللہ " کا اقرار کر لو !"

اسی توحید کی وجہ سے آپؐ پر بے پناہ مظالم ڈھائے گئے اور آپؐ کو مصائب و شدائد کا سامنا کرنا پڑا۔ حتیٰ کہ آپؐ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ہجرت پر مجبور ہوئے۔

حضرت معاذؓ کو آپؐ نے جب یمن کی طرف روانہ فرمایا تو ان کو یہی تاکید فرمائی کہ پہلے وہاں کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار لینا اور پھر باقی مسائل تبلانا !

حضرت ابو الدّرداءؓ فرماتے ہیں کہ :

"اوصانی خلیلی ان لا تشرک باللہ شیئاً و ان قُطِعتَ و حُرِّقتَ ـــــ الحدیث !" (ابنِ ماجہ)

"میرے دوست (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مجھے وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا (یعنی توحید پر مضبوطی سے قائم رہنا) خواہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے جائیں یا تجھے جلا دیا جائے !"

ثابت ہوا کہ توحید کو لازم پکڑنا اور شرک سے نفرت بنیادی مسئلہ ہے۔ شرک اس قدر مذموم فعل ہے کہ اس کی وجہ سے خودی، خود اعتمادی اور عزتِ نفس کی روح آدمی سے غنا ہو جاتی ہے اور وہ ہر ہر قدم پر دوسروں کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتا ہے تب اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ کائنات کی ہر اس چیز کے سامنے جھکنے لگتا ہے جو اس کے لیے مسخر و منقاد کر دی گئی ہے۔ وہ اپنے ہی جیسے انسانوں کو اپنا رب اور آقا تسلیم کر لیتا ہے، ان کے آگے جھکتا ہے، " داتا " اور " غریب " نواز ایسے خطابات سے انہیں مخاطب کرتا ہے۔ یہاں تک کہ زندوں سے گزر کر مُردوں کے سامنے بھی اپنی درخواستیں اور التجائیں پیش کرتا ہے اور انہیں عالم الغیب، نافع و ضارّ، متصرف فی الامور جان کر

پکارنے لگ جاتا ہے۔

جبکہ توحید کی بناء پر وہ اپنی خودی کے کھوئے ہوئے گوہر کو پھر سے حاصل کرلیتا ہے، اس کی ذلّت عزّتِ نفس میں تبدیل ہوجاتی ہے اور اس عقیدہ کی بدولت وہ اپنی اس فطری آزادی و حریت اور خودداری کے مقام کو از سرِ نو پالیتا ہے جس کی وجہ سے اسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل تھا! — پہلے وہ جس قدر پستی کا شکار تھا، اب اسی قدر وہ اپنے آپ کو بلند سمجھتا ہے، غیراللہ سے اس کے تمام علاقے ٹوٹ جاتے ہیں اور اس کا تعلق خالقِ حقیقی سے قائم ہوجاتا ہے تب اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کا ہر عمل، فعل اور قول اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہوجاتا ہے۔ ماں باپ سے حسنِ سلوک، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت، اقرباء سے حسنِ معاملت، الغرض تمام خصائلِ حسنہ سے وہ اس لیے متصف ہوجاتا ہے کہ اس کے آقا، خالق و مالک معبودِ واحد و حقیقی نے اسے ان باتوں کا حکم دیا ہے — یوں ایک موحد کے دل کی کائنات ہی بدل جاتی ہے اور وہ اپنے ظاہر و باطن میں یکسو، بندۂ حنیف بن کر زندگی گزارنے لگتا ہے۔ پھر اس حالت پر اگر اسے استقامت نصیب ہو تو اس پر رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت اسے یہ خوشخبری ملتی ہے کہ:

"يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۔" (الفجر: ۲۷-۳۰)

"اے اطمینان پانے والی روح! اپنے رب کی طرف لوٹ چل (اس حالت میں کہ) تُو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ تُو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا!"

جس شخص کی توحید ناقص ہوگی، اسے یہ مرتبہ حاصل نہ ہوگا۔ بلکہ یہ مقام و مرتبہ اسے نصیب ہوگا جس کی توحید خالص ہوگی۔ اس توحیدِ خالص میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، اس کی عظمت و جلالت کا احساس اور اس کا خوف ہے، جو گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ ہے، اگرچہ ان سے زمین بھری پڑی ہو — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ — الآية!" (النساء: ۴۸)